تحقیق کا فن اور اس کا طریقہ کار

تحقیق عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے حق کو ثابت کرنا یا حق کی طرف پھیرنا ۔حق کے معنی سچ ہیں ۔گویا تحقیق سچ یا حقیقت کی دریافت کا عمل ہے ۔ڈاکٹر سید عبداللہ کے مطابق :

''تحقیق کے لغوی معنی کسی شئے کی حقیقت کا اثبات ہے ۔اصطلاحاً یہ ایک ایسے طرز مطالعہ کا نام ہے جس میں موجود مواد کے صحیح یا غلط کو بعض

مسلمات کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے ۔'' (بحوالہ 'نشر تحقیق' مصنف: ڈاکٹر سید شاہد اقبال ۔ص ۳۱)

قاضی عبدالودود کہتے ہیں : ''تحقیق کسی امر کو اس کی اصل شکل میں دیکھنے کی کوشش ہے ۔'' (ایضاً)

انگریزی لفظ 'ریسرچ' اس کا ہم معنی لفظ ہے جس کے معنی توجہ سے تلاش کرنا یا دوبارہ تلاش کرنا ہے ۔یعنی جہاں دوسروں نے تلاش کی وہیں سے پھر تلاش کا عمل شروع کر کے ایسی نئی بات کھوج نکالنا جو دوسرے نہیں ڈھونڈ پائے تھے ۔جہاں تک اردو کی ادبی تحقیق کا تعلق ہے تو اس کا بھی یہی مقصد ہے کہ جن مصنفین ،جن ادوار اور جن علاقوں میں کتابوں اور متفرق تخلیقات کے بارے میں کم معلوم ہے ،ان کے بارے میں مزید معلومات حاصل کی جائیں ۔ان کے بارے میں اب تک جو معلوم ہے اس کی چھان بین کر کے اس کی غلط بیانیوں کی تصحیح کی جائے تا کہ غلط مواد کی بنا پر غلط فیصلے صادر نہیں کئے جائیں ۔ ان سب نکات سے یہ واضح ہوا کہ تحقیق اصل حقائق کی تلاش کا نام ہے اور حقائق تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ محقق ان راہوں سے واقف ہو جس سے وہ بآسانی منزل مقصود تک پہنچ سکے ۔

حقیقت اور صداقت کی تفتیش ہی اصلاً تحقیق ہے ۔اس کا تعلق ہماری تہذیب ،ہمارے تمدن اور ہماری قدروں سے بڑا گہرا ہے ۔اس لئے تحقیق گویا انسانی فطرت کا تقاضہ ہے اور انسانیت بھی اس کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچتی ۔حقیقت کی تلاش وجستجو انسانی فطرت میں داخل ہے کہ اس کے بعد ہی ان حقائق

تک پہنچا جاسکتا ہے جس کی تلاش سے اس کی زندگی سنور سکتی ہے ۔اس کی اہمیت کا اس لئے بھی قائل ہونا پڑتا ہے کہ تحقیق کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھا جا سکتا، خواہ اس کا تعلق تہذیب وثقافت سے ہو یا دوسری انسانی قدروں سے ۔اور یہی اس کی افادیت کا بنیادی راز بھی ہے۔

ادب میں تحقیق وتلاش انتہائی ضروری ہے ۔کیونکہ ادب زندگی کا آئینہ دار ہوتا ہے اور اس لئے اردو میں تحقیق کی طرف ابتدا ہی میں توجہ کی گئی جو اگر چہ بھر پور نہیں کہی جاسکتی ۔تاہم یہ بھی واقعہ ہے کہ انہیں ابتدائی کوششوں سے اردو تحقیق کو بعد میں جلا ملی ۔پہلے محقق کی حیثیت سے محمد حسین آزاد کا نام لیا جاتا ہے جنہوں نے دیوان ذوق سے اس کام کا آغاز کیا ۔بعد میں یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا گیا اور اگر ایسا نہ ہوا ہوتا تو شاید اردو ادب کا دائرہ بھی محدود ہوتا۔

جہاں تک تحقیق کے طریقہ کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں سب سے پہلا مرحلہ موضوع کا انتخاب ہے اور اس انتخاب میں اپنی بہترین صلاحیتوں کا استعمال ضروری ہے ۔کیونکہ راہ تحقیق سے گزرتے وقت مختلف اشیاء کی حاجت ہوتی ہے ۔اس لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ ان اشیاء کی دستیابی ممکن ہے یا نہیں ۔بعض موضوعات پر قلم اٹھانا اپنے کو مسائل ومشکلات سے دوچار کرنا ہے ۔ایسے موضوع سے پرہیز کرنا چاہئے۔

تحقیق میں ہر بات یکساں اہمیت نہیں رکھتی اور نہ سب کی افادیت یکساں ہوتی ہے ۔لیکن محقق کو ہر بات کی طرف توجہ دینا لازمی ہے ۔اس لئے کہ اگر اس نے اہم اور غیر اہم میں تفاوت نہ کیا تو وہ تحقیق کا حق ادا نہیں کرسکتا ۔مشہور محقق جونس کا قول ہے کہ معاملہ کتنا ہی معمولی ہو اس کی تفصیل قلم انداز نہیں کی جاسکتی کہ جزوی انحراف سے بھی گمراہ ہونے کا خدشہ بنا رہتا ہے ۔تحقیق میں خطابت سے بھی احتراز ضروری ہے ۔اسی طرح تشبیہ واستعارے کا استعمال وضاحت تک کے لئے تو جائز ہے لیکن تحریر کی زیبائش اور گفتگو کی آرائش کے لئے جائز نہیں ہے ۔اصل حقائق کے بیان میں تناقض اور کمزور استدلال

سے بھی بچنا چاہئے اور تحقیقی کاوشوں کو قلمبند کرنے میں محقق کی نظر ہمیشہ اصل کی تلاش میں رہنا چاہئے۔

مبالغہ اور مبالغہ آرائی دونوں تحقیق کے لئے زہر قاتل ہیں۔اس سے پرہیز لازم ہے۔اس کے علاوہ الفاظ میں مترادفات کے استعمال سے بھی گریز کرنا چاہئے۔خود محققین نے اپنے جو بر خود غلط اقوال بیان کئے ہیں یا جو غلط رویہ اختیار کیا ہے ان سے بھی آنکھ بند کر کے گزرنا مناسب نہیں۔بلکہ ان اقوال کا نقد وجرح لازمی ہے۔تحقیق کی مختلف صورتیں ہیں۔مثلاً حقائق کی دریافت محقق کے پیش نظر ہوتی ہے۔اسی طرح تصحیح متن بھی ایک تحقیقی کام ہے۔قلمی کتابوں کے مختلف نسخوں میں اختلافات بلکہ کبھی کبھی تضادات بھی ملتے ہیں۔ان کی تصحیح وتدوین بھی تحقیق کا ایک اہم پہلو ہے۔

کسی تحقیق میں معاصرین کی آراء کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔مگر یہ بھی یاد رکھنا ہوگا کہ معاصر بھی خطاونسیان سے بالاتر نہیں۔اس لئے ان کے ردوقبول میں احتیاط واجب ہے۔اردو کے اہم محققین حافظ محمود خاں شیرانی ،قاضی عبدالودود،امتیاز علی عرشی اور محی الدین قادری زور وغیرہ نے بھی تحقیق وتدوین کے اصولوں پر اپنی تحریروں میں بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ان محققین کی تحریریں اس باب میں نہ صرف لائق مطالعہ ہیں بلکہ رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔

☆☆☆